ادارہ

افکار و تاثرات بنام مدیر

جناب محمد شعیب تنولی کراچی

امریکہ اور نام نہاد دانشور:

تاریخ کا یہ کتنا بڑا مذاق ہے کہ ایک عالمی طاقت جو خود کو واحد عالمی طاقت سمجھتی ہو جس کے ہتھیاروں کی ٹیکنیکی خوبی ایسی ہو کہ اس کی گرد کو بھی کوئی نہ پہنچ پاتا ہو، وہ چند ہزار طالبان کے ہاتھوں اس قدر بے بس ہو جائے کہ اپنی ناکامی اور خفت کا ملبہ ایک ایسے ملک میں "بسنے والے" تین یا چار ہزار حقانی نیٹ ورک کے لوگوں پر لگا دے۔ یہ "بسنے والے" میں نے اس لیے لکھ دیا ہے کہ یہ امریکہ کا کہنا ہے ورنہ جس نے افغانستان دیکھا ہے اسے علم ہونا چاہئے کہ کابل کے الٹرا ریڈ زون تک شمالی وزیرستان سے جا کر پہنچنا کسی عقلمند کا کام نہیں ....یہ تو ہونا تھا اس لیے کہ آج سے گیارہ سال قبل جب امریکہ افغانستان میں داخل ہوا تھا تو میرے ملک کے طاقت کے پجاری اور مادی وسائل کو خدا سمجھنے والے دانشور، ادیب، سیاستدان اور جرنیل بھی یہی کہتے تھے کہ ٹیکنالوجی کی دنیا ہے۔ افغان نہتے اور بے وسائل لوگ ہیں۔ یہ درختوں پر بیٹھے پرندوں کی طرح مارے جائیں گے۔

ایسے میں پورے ملک میں میرے جیسے چند "ناسمجھ" لوگ بھی تھے جو کہا کرتے تھے کہ دیکھو اس کائنات میں ایک اور طاقت بھی ہے جو اس کی فرمانروائے مطلق ہے اور جو کوئی صرف اور صرف اس پر بھروسہ کر لیتا ہے پھر یہ اس واحد و جبار کی غیرت کا تقاضا ہے کہ وہ اسے ذلت و رسوائی سے بچائے۔ آج موجودہ دنیا کی تاریخ میں واحد افغان قوم ہے جو سرخرو ہے۔ کسی قوم کے سینے عالمی طاقتوں کو شکست دینے کے اتنے زیادہ میڈل سے نہیں سجے جتنے اس قوم کے سینے پر آویزاں ہیں۔

امریکہ اپنی شکست کا بوجھ اس پاکستان پر ڈال رہا ہے جس کے سیاستدان، دانشور، سول سوسائٹی حتیٰ کہ جرنیل ان کے ٹکڑوں پر پلنے کو فخر سمجھتے رہے ہیں۔ اس وقت میرے ملک میں دو گروہوں میں جنگ ہے۔ ایک وہ جو سرتاپا اللہ پر یقین رکھتے ہیں اور دوسرا وہ طبقہ ہے جو قوم کو ڈرا رہا ہے۔ یہ سول سوسائٹی کے فیشن زدہ لوگ اور طاقت کے مندر میں سجدہ ریز دانشور کمال کی گفتگو کر رہے ہیں ...دیکھو باز آ جاؤ انتہا پسند چھا جائیں گے ....واہ جو امریکہ سے لڑے گا وہی چھائے گا کبھی بزدل بھی چھائے ہیں؟

ایک اور منطق اور درفنطنی چھوڑی جا رہی ہے۔ امریکہ وہاں رہے گا جائے گا نہیں، کیا خوش فہمی ہے۔

میرے یہ عظیم دانشور اور سول سوسائٹی کے مہربان جو اس ملک میں سیلاب کی تباہ کاریوں میں کسی انسان کی مدد کرتے تو نظر نہی آتے، امریکہ کی جنگ لڑنے میڈیا میں موجود ہیں۔ یہ کمال کے لوگ ہیں۔ جب دسمبر 1979 میں روس افغانستان میں داخل ہوا تھا تو یہ اس ملک کی سڑکوں پر بھنگڑے ڈال رہے تھے۔ وہ دیکھو سرخ پھریرا سرحد عبور کرنے والا ہے، تمہاری داڑھیاں نوچ لی جائیں گی اور سارا انقلاب ہوا کی طرح اڑا دیا جائے گا۔ کیسے کیسے مضمون لکھے گئے۔ کیسی کیسی نظمیں تحریر ہوئیں، سرحدوں پر انقلاب کے سویرے کی نوید سنائی گئی۔ لیکن ان سب کو کیا ادراک کہ پاکستان کے ساتھ ایک ایسی قوم بھی بستی ہے جو صرف اور صرف اللہ پر اعتماد کرتی ہے۔ میں سوویت یونین کی ذلتوں کی داستان بیان نہی کرنا چاہتا۔ اس ملک ہی نے نہی پوری دنیا کی سڑکوں نے اس عالمی طاقت کو یوں رسوا ہوتے دیکھا کہ پورے یورپ میں صرف عظیم سوویت یونین کی لڑکیوں کا جنسی کاروبار سالوں تک ہوتا رہا اور آج بھی جاری ہے .. جس امریکا کو وہ کیمونسٹ بہتر سال گالیاں دیتے رہے اسی کے دروازے پر بھیک کے لیے کھڑے نظر آنے لگے۔

یہ لوگ بھی کمال کے ہیں۔ اگر چی گویرا بولیویا سے کیوبا جا کر لڑے تو ہیرو، اگر فرانس کے لوگ جرنل گیاپ کے ساتھ جا کر ویتنام میں کاروائیاں کریں تو عظیم۔ اگر سارتر الجزائر جا کر لڑے تو عظیم انقلابی۔ لیکن اگر کوئی اللہ پر یقین رکھے اور فلسطین، بوسنیا، چیچنیا یا افغانستان کے مظلوموں کی مدد اور عالمی طاقتوں کے خلاف لڑے تو دہشتگرد، امن و امان تباہ کرنے والا۔ کیا عجیب منطق ہے۔ ان سب کو اب کچھ بھائی نہی دے رہا۔

محبوبیت دلانے والی صفات

خلوص‘ قربانی اور ایثار وخدمت کا جذبہ محبوبیت دلانے والی صفات ہیں‘ حکومتیں اس کے جلو میں چلتی ہیں‘ تمدن اور تہذیبیں اس کا رکاب تھامتی اور اس پر فخر کرتی ہیں۔ اگر یہ نہیں ہے تو نہ حکومت کا بھروسہ ہے‘ نہ عہدوں کا‘ نہ سیاسی دانش مندی اور جوڑ توڑ کا‘ آج ضرورت ہے کہ ہمارے مسلمان نوجوان یہ ثابت کریں کہ ہم میں زیادہ صلاحیت کار (Efficiency) ہم میں زیادہ احساس ذمہ داری‘ ہم میں زیادہ فرض شناسی اور ایمانداری ہے‘ ہم کو لاکھوں روپے رشوت دی جائے اور ہم کو روپے کی سخت ضرورت ہو تو ہم اس کو ہاتھ لگانا بھی حرام سمجھیں گے بلکہ رشوت پیش کرنے والے سے کہیں گے کہ تم نے میری اور میری ملت کی توہین کی۔ تمہیں یہ خیال کیسے آیا کہ کوئی مسلمان رشوت لے سکتا ہے؟ تمہارا چہرہ یہ بتائے کہ جیسے تمہیں کسی نے گالی دے دی‘ مسلمان زندگی کے جس محاذ پر بھی ہو وہ کردار کا ایک نمونہ ثابت ہو وہ اپنے عمل سے ثابت کردے کہ اس کو کوئی فرد یا پارٹی بلکہ حکومت بھی خرید نہیں سکتی۔ ملت کا مستقل مسئلہ کردار ہی سے حل ہوگا‘ مسلمانوں کے ایک باعزت ملت کی حیثیت سے رہنے کا یہی واحد راستہ ہے۔

(مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ)